حافظ محمد ابراہیم فانی مدرس دار العلوم حقانیہ

(خانوادہ مولانا نصیر الدینؒ شیخ الحدیث کا ایک فرد فرید)

علامہ مولانا قطب الدین صاحب غورغشتوی

وادئ چھچھ ضلع اٹک کا وہ مردم خیز خطہ ہے جس کی آغوش میں کتنے اعاظم رجال اصحاب رشد و ہدایت ارباب زہد و تقوی صدر نشینان مسند معرفت و طریقت تاجوران اقلیم علم و آگہی جادہ پیمایان تصوف و سلوک اور بادہ نوشان عرفان و الیقان پلے بھولے۔ اور اپنی زندگی کا وافر حصہ اس بقعہ نور کے گوشۂ خمول میں گزار کر علم و عرفان کے ایسے دریا بہا لئے کہ آج تک تشنگان علوم و فنون ان سے اپنی تشنہ کامی کا مداوا کرتے ہیں۔ مولانا عبدالرحمن کاملپوری۔ مولانا سید عبدالشکور جلالوی۔ مولانا قطب الدین۔ مولانا نصیر الدین غورغشتوی مولانا قاضی پوری اور مولانا دامانی جیسے عظیم شخصیات اس سرزمین کے قابل افتخار ابناء اور باعث ناز فرزند ہیں۔ اس خطہ کے بارے میں استاذ محترم مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

"وامت ارض چھچھ" موشحۃ بازھار العلم والورع ولا زالت متلالاۃ بجواھر ثمینۃ کامثال الشیخ قطب الدین الغورغشتی والشیخ الاجل عبدالرحمن البھوی ومولانا سعد الدین الجلالوی وغیر ذالک من اعلام العلم والفضل

موضع غورغشتی کو علمی حلقہ میں وہ مقام حاصل ہے جیسا کہ قرون اولی و وسطی میں بصرہ و کوفہ اور سمرقند و بخارا کو حاصل تھا۔ یا ہمارے زمانے میں دیوبند و سہارنپور کو۔ یہ اس لئے کہ یہ بستی ایسے باشہامت ہستیوں کا مولد و مدفن ہے جو بیک وقت اقطاب الارشاد اور مرکز دائرہ علم و فضل تھے اور جن کا بار احسان تا قیامت علمی دنیا فراموش نہ کر سکے گی۔ ان نفوس قدسیہ میں ایک حضرت العلامہ مولانا قطب الدین صاحب غورغشتوی ہیں جن کا تذکرہ پیش خدمت ہے۔

اخلای ان شط الحبیب و دارہ | وعز تلاقیہ و ناءت منازلہ
وفاتکم ان تبصرہ بعینکم | فما فاتکم منہ شئ فھذی شمائلہ

نام نسب آپ ۱۲۶۰ھ میں حضرت العلامہ شہاب الدین کے گھر پیدا ہوئے۔ خاندانی لحاظ سے آپ کا تعلق پٹھانوں کے قبیلہ کاکڑ سے ہے۔ اس قبیلہ کے افراد قندہار اور بلوچستان میں بکثرت آباد ہیں۔ آپ کے جد امجد محمد اشرف خان قندہار سے سلطان محمود غزنوی کے ساتھ ہنود کے خلاف جہاد کے لئے نکلے اور بلوچستان کے علاقہ

پشتین سے ہوتے ہوتے یہاں غورغشتی میں مستقل سکونت اختیار کی کسے معلوم تھا کہ اس چھوٹے سے قریہ میں جو دریائے سندھ کے کنارے آباد ہے۔ آپ کے ورود مسعود سے علم و عرفان کا ایک بحر ناپیدا کنار موجزن و تلاطم خیز ہوگا۔ مشیت ایزدی کی نظر انتخاب نے اس دور افتادہ بستی کو اس شرف اکبر اور نعمت عظمیٰ سے سرفراز کیا جس کی وجہ سے قال اللہ و قال الرسول کی صداؤں سے فضا میں ارتعاش پیدا ہوا۔ اور ہر جانب حلقہ ہائے درس اور محافل و مجالس ذکر سجنے لگے۔ دنیا و مافیہا سے بے خبر اصحاب عزیمت قرون وسطی کی یاد تازہ کرتے ہوئے قطار اندر قطار آن وارد ہوئے ۔؎

انوکھی وضع ہے سارے زمانے سے نرالے ہیں یہ عاشق کونسی بستی کے یارب رہنے والے ہیں

ابتدائی تعلیم اور زروبی تشریف آوری | ابتدائی کتابیں آپ نے غورغشتی میں اپنے بزرگوں سے پڑھیں اور دیگر علوم و فنون، منطق، ریاضی، حکمت و فلسفہ، اصول و عقائد اور فقہ کی تکمیل کے لئے زروبی (ضلع مردان) تشریف لائے۔ یہاں آپ نے حضرت العلامہ شاہ سعید صاحب جو کہ علوم عقلیہ و نقلیہ میں مسلّم اور استاد کل کی حیثیت رکھتے تھے اور جن کی علمیت کا شہرہ برصغیر پاک و ہند سے باہر ایران و خراسان اور مشرق بعید تک پھیلا ہوا تھا سے کتب معقولات و منقولات پڑھیں۔ عرصہ چار سال تک آپ یہاں فروکش رہے۔

اسناد حدیث کے لئے ہندوستان کا سفر | مبادیات علوم سے جب فارغ ہوئے تو اسناد حدیث کے لئے ہندوستان کی طرف رخت سفر باندھا۔ اور برصغیر کی مشہور دینی درسگاہ دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے اس وقت حضرت قطب الارشاد رشید احمد گنگوہیؒ دورۂ حدیث پڑھا رہے تھے۔ آپ نے ان ہی سے دورۂ حدیث پڑھا۔ حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی اور مولانا سیف الرحمن صاحب آپ کے ساتھ دورہ میں شریک و ہم درس رہ چکے ہیں۔

تدریس | فراغت کے بعد ریاست مینڈھو (علی گڑھ) میں بحیثیت صدر مدرس آپ کا تقرر ہوا۔ کتب معقول شرح مطالعہ، شرح اشارات، خیالی، ملا حسن و قطبی، قاضی اور حمد اللہ وغیرہ آپ کے زیر تدریس رہے۔ مولانا سیف الرحمن مہاجر کابل کے ساتھ آپ کے گہرے مراسم و روابط استوار تھے۔ کیونکہ دونوں نے طالب علمی کا اکثر حصہ ایک ساتھ گذارا تھا۔ زروبی میں اور اس کے بعد دیوبند میں دونوں ہم درس رہ چکے تھے۔ جب مولانا سیف الرحمن صاحب مدرسہ فتح پوری میں مدرس اعلیٰ مقرر ہوئے۔ انہوں نے آپ کو مدرسہ فتحپوری دہلی میں تدریس کی دعوت دی۔ آپ نے ان کی دعوت قبول کی اور مدرسہ فتحپوری تشریف لے گئے۔ مولانا کے آتے ہی مدرسہ کو اطراف و اکناف سے طلبہ کا آنا شروع ہوا۔ اور علمی لحاظ سے سارے ہندوستان میں امتیازی مقام حاصل کیا۔ اسی مدرسہ میں مولانا سیف الرحمن صاحب احادیث پڑھاتے تھے اور حضرت العلامہ عقائد و کلام اور

منطق کی کتابیں تدریس فرماتے رہے۔ اثنائے تعلیم مولانا سیف الرحمن صاحب بیمار پڑ گئے جب بیماری ممتد ہوئی تو ان کے حکم و اشارہ سے ان کے اسباق مولانا قطب الدین کے سپرد کر دئے گئے۔ ابھی تک تو طالب علم آپ کے عقائد و معقولات میں یکتائے روزگار سمجھتے تھے۔ اب وہ بحیثیت عظیم اور باکمال محدث کے متعارف ہوئے۔ اور بغیر کسی سابقہ تیاری کے تحقیق مذاہب تفصیل و تحقیق احادیث تفسیر و تطبیق روایات مباحث متن و سند اور وجوہ ترجیح مذہب حنفی پر ایسے فاضلانہ درس دئے کہ طالب علم انگشت بدنداں رہ گئے۔ وطن واپس آکر دوبارہ آپ کو مدرسہ فتحپوری بلایا گیا۔ لیکن بعض مجبوریوں کی بنا پر نہ جا سکے۔ بعد ازاں مدرسہ اسلامیہ چکوال ضلع جہلم تشریف لے گئے۔ اور وہاں پر کچھ مدت تک پڑھاتے رہے۔ چکوال کے بعد پیر صاحب مکھڈ شریف کی دعوت پر مکھڈ تشریف لے گئے۔ وہاں کافی زمانہ پڑھائی کے بعد مستقل طور پر گاؤں تشریف لاتے اور تادم مرگ حسبۃً للہ پڑھاتے رہے۔

بیعت و تصوف روحانی فیض آپ نے میاں شیر محمد صاحب شرقپوری سے حاصل کیا اور منازل سلوک و مقامات تصوف طے کئے۔

مَن عادیٰ لی ولیًّا حضرت والد گرامی نور اللہ مرقدہٗ مولانا عبدالحلیم صاحب صدر المدرسین دارالعلوم حقانیہ آپ کے شاگرد رہ چکے تھے۔ انہوں نے ایک دفعہ ایک عبرت انگیز واقعہ سنایا کہ حضرت کی عادت یہ تھی کہ صبح سے لے کر ظہر تک آپ اپنی مسجد میں درس دیا کرتے تھے۔ ظہر کی نماز کے بعد رہٹ تشریف لے جاتے۔ درس و تدریس کے ساتھ زمینداری بھی کیا کرتے تھے۔ گرمی کا موسم تھا۔ بارش نہایت زور شور سے برسنے لگی۔ اس وجہ سے آپ رہٹ پر تشریف نہ لے جا سکے۔ جب بارش تھم گئی۔ تو ایک شخص مسجد میں آیا۔ اور حضرت سے عرض کیا کہ فلاں شخص نے بارانی پانی کا رخ آپ کے کھیت کی طرف موڑ دیا ہے۔ جس کی وجہ سے فصل زیر آب ہو کر تباہ ہو گیا ہے۔

حضرت نے مجھے فرمایا کہ آؤ رہٹ چلیں۔ ہم دونوں رہٹ چلے گئے۔ وہاں پر کیا دیکھتے ہیں کہ فصل بالکل تباہ ہو گئی ہے۔ جب واپس ہوئے تو حضرت نے عصر کی نماز پڑھی۔ اس کے بعد کسی سے کہا کہ اس شخص کو بلاؤ۔ جب وہ شخص مسجد کے قریب آیا اور جوتے اتارنے لگا تو اسے کھانسی کا شدید دورہ پڑا۔ وہ بیٹھ گیا حتیٰ کہ منہ سے خون بہنے لگا۔ لوگوں نے اسے چارپائی پر ڈالا اور گھر لے گئے۔ مسلسل خون آنے سے وہ مر گیا۔

والد صاحب مرحوم فرماتے ہیں کہ من عادیٰ لی ولیًّا فقد آذنتہ بالحرب والا معاملہ اس کے ساتھ کیا گیا۔

کردار و شخصیت حضرت العلامہ خوش اطوار و خوش خوراک پروقار و بارعب وجیہہ شخصیت اور شانا نہ جاہ و تمکین کے مالک تھے۔ آپ کی موجودگی میں کسی کو بات کرنے کی جرأت نہ تھی۔ درس سے فراغت کے بعد جب گھر تشریف لے جاتے تو راستے میں ہر شخص دست بستہ رک جاتا۔ آپ جیسا جلال و علمی تفوق بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔ جمعیت و خودداری آپ کے سر پر مواور رگ و پے میں سرایت کر گئی تھی۔ بڑے

سے بڑا رتبہ رکھنے والے شخصیت کو درخورِ اعتنا نہ سمجھتے تھے۔

ایک دفعہ علاقے کا ڈپٹی آپ کے پاس ملاقات کے لئے حاضر ہوا اور ان سے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ اُس وقت ڈپٹی کا مرتبہ گورنر سے کم نہ تھا۔ مولانا درس میں مشغول تھے آپ کو اطلاع دی گئی کہ ڈپٹی صاحب ملاقات کے لیے آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اب تو میں فارغ نہیں ہوں۔ جب پڑھائی سے فارغ ہوئے تب ان کو ملاقات کی اجازت مل گئی۔

بہت سے معرکوں مقدمات اور خاندانی چپقلشوں کا آپ نے خاتمہ کر دیا۔ ایک شخص پر شاتم رسول ﷺ ہونے کا الزام تھا۔ حکومت نے اس کو صوابی کی حوالات میں بند کر دیا۔ اور علماء سے فتویٰ طلب کیا۔ کہ اس شخص کے بارے میں کوئی فتویٰ صادر فرمائیں کیونکہ وہ تائب ہوگیا ہے۔ علماء آپس میں شاتم رسول ﷺ کے توبہ کے بارے میں مختلف ہوئے مگر اکثریت کی رائے یہ تھی کہ شاتم رسول ﷺ کا توبہ قابل قبول نہیں اور ایسا بدباطن شخص واجب القتل ہے۔ بہر حال مقدمہ نے سنگین صورت حال اختیار کی۔ فریقین کے درمیان مناظرہ طے ہوا۔ اس مقدمے کا دلچسپ پہلو یہ ہے کہ عوام نے بھی اس مقدمہ میں دلچسپی لی۔ بالآخر علماء کے درمیان فیصلہ کے لئے مولانا قطب الدین صاحب غورغشتی سے بلائے گئے۔ اس دن تحصیل میں بے پناہ ہجوم تھا۔ ہر شخص کے دل میں جذبات کا طوفان امڈ رہا تھا کہ شاتم رسول ﷺ کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ آخر کار حضرت العلامہ کی عبقری شخصیت نے اس عظیم مقدمے کا فیصلہ کر دیا۔ جب تک زندہ رہے کسی فتنہ کو سر اٹھانے کی جرأت نہ ہوئی۔

تلامذہ آپ کا حلقۂ تلامذہ نہایت وسیع ہے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق دس ہزار شاگردوں نے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا جن میں بعض حضرات کے نام یہ ہیں۔

حضرت العلامہ شیخ الحدیث نصیر الدین غورغشتوی رحمہ اللہ۔ یہ عظیم بقیۃ السلف ہستی رشتہ میں حضرت العلامہ کے چچا ہیں۔ لیکن آپ ان سے عمر میں بڑے تھے۔ اس لئے حضرۃ العلامہ بڑے مولانا صاحب اور مولانا نصیر الدین صاحب چھوٹے مولوی صاحب کے نام سے مشہور ہوئے۔

مولانا سمیع الحق صاحب نے ان کے بارے میں بجا طور پر فرمایا ہے۔ کہ "پوری زندگی قرون اولی کے محدثین کا نمونہ تھی۔ اور جس طرح ہندوستان کی سرزمین میں شاہ ولی اللہ مرحوم نے حدیث نبوی کی قندیل روشن کی اسی طرح شمال مغربی سرحدی علاقے اور وسط ایشیا کے بلاد میں جو علمی زوال و انحطاط کا شکار ہو چکے تھے۔ حدیث کا غلغلہ حضرت مرحوم سے ہوا۔"

۲۔ حضرت مولانا خان بہادر صاحب عرف علامہ مارتونگ صاحب۔ آپ نے مدرسہ فتح پوری دہلی میں کتب معقول حمد اللہ۔ قاضی مبارک۔ میرزا قطبی۔ میرزاہد ملا جلال صدرا میر کلاں تصریح اقلیدس اور بیڈھو (علی گڑھ) میں شرح اشارات و شرح مطالع و شرح چغمینی خیالی حضرت العلامہ سے پڑھیں۔ اور اجازت حدیث

بھی آپ ہی سے حاصل کی۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔
پہلے حضرت مولانا قطب الدین صاحب غورغشتی سے دورۂ حدیث پڑھانے کی اجازت لوں۔ اجازت کے ارادے سے میں نے حضرت کی خدمت میں حاضری دی۔ اس وقت مولانا طلباء کو موطا پڑھا رہے تھے۔ میں نے ان سے اجازت حدیث مانگی۔ انہوں نے مجھے موطا امام مالک دے دی۔ اور پڑھنے کا حکم دیا۔ میں نے جب پہلا صفحہ پڑھا تو انہوں نے مسکرا کر کتاب بند کر دی۔ اور فرمایا جاؤ میری طرف سے آپ جیسے آدمیوں کو صحاح ستہ پڑھانے کی اجازت ہے۔ کیونکہ یہ ہر انسان کے بس کی بات نہیں[2]

۳۔ حضرت العلامہ مولانا عبدالحلیم صاحبؒ زروبوی۔ آپ نے دوران اقامت غورغشتی آپ سے سلم العلوم۔ ملاحسن غلام یحیٰ۔ قاضی امور عامہ ضیائی اور نور الانوار وغیرہ کتابیں پڑھیں۔ اور دو سال تک ان سے استفادہ کرتے رہے۔ نجی محافل میں اپنے شفیق استاد کا تذکرہ مزے لے کر فرمایا کرتے تھے۔

۴۔ حضرت العلامہ عبدالسلام قندہاریؒ۔ آپ نے حضرت العلامہ سے مینڈھو (علی گڑھ) میں شرح مطالع۔ شرح اشارات خیالی اور شرح چغمینی پڑھیں۔ اور غورغشتی میں بھی کافی عرصہ تک ان کے ساتھ رہے۔

۵۔ مولانا عبدالودود صاحب ہزاروی فاضل دیوبند۔ آپ نے ریاست مینڈھو میں آپ سے قطبی اور ملاحسن وغیرہ پڑھیں۔
۶۔ مولانا محمد صدیق صاحب زروبوی فاضل دیوبند۔ ۷۔ حضرت مولانا شفیع اللہ صاحب بام خیل (مردان) سابق مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ ۸۔ مولانا عبدالرزاق صاحب شاہ منصور (مردان)۔ ۹۔ مولانا عنایت اللہ صاحب طورو (مردان)۔ ۱۰۔ مولانا عبدالدیان ہزاروی۔ ۱۱۔ مولانا قاضی عبدالدیان دامانی کیمبل پوری۔ ۱۲۔ مولانا عجب خان بنوں۔ ۱۳۔ مولانا حبیب الرحمن ریاست دیر۔ ۱۴۔ مولانا عبدالحق ہیرزئی چھچھ۔ ۱۵۔ صاحبزادگان مکھڈ شریف۔ ۱۶۔ مولانا عبدالغفور ہزاروی۔ ۱۷۔ پروفیسر غلام جیلانی برق کیمبل پور۔ ۱۸۔ مولانا عبدالشکور چھچھ۔ ۱۹۔ مفتی محمد عمر شمس آباد۔ ۲۰۔ مولانا محمد دین بدھو پور۔ ۲۱۔ مولانا عبدالحیٔ جلالیہ۔ ۲۲۔ مولانا عظیم خان بدہ زئی۔ ۲۳۔ مولانا غلام ربانی بہبودی۔ ۲۴۔ مولانا حافظ علاؤالدین نور پوری۔ ۲۵۔ مولانا ضیاء الحق نور پوری ۲۶۔ مولانا محمد عزیز نور پوری۔ ۲۷۔ قاضی عبدالجلیل غورغشتی۔ ۲۸۔ مولانا عبدالقدوس غازی۔ ۲۹ مولانا عبدالکریم کابل۔ مولانا محمد اقبال الدین چترال۔

وصال | اللہ تعالیٰ نے آپ کو خدمت دین اور تدریس علوم کے واسطے عمر دراز عطا فرمایا تھا۔ لیکن بالآخر ۶ رصفر ۱۳۷۰ھ مطابق ۱۷ نومبر ۱۹۵۰ء کو ایک سو دس سال کے عرصہ میں رشد و ہدایت کا یہ قندیل اور فانوس علم و عرفان خاموش ہو گیا۔ فرحمہ اللہ

---

[1] مفصل حالات ماہنامہ الحق ج ۴ فروری ۱۹۶۹ء اور ج ۷ اپریل ۱۹۷۲ء میں ملاحظہ ہوں۔
[2] علمی زندگی۔ مولانا مارتونگ کی کہانی ان کی اپنی زبانی۔ الحق۔